عہد نبوی میں بنیادی انسانی حقوق-تحقیقی مطالعہ

محمد عبدالسلام صابر*

حقوق کا معنی ومفہوم:

ابن منظور لکھتے ہیں کہ ''الحق نقیض الباطل''(۱)

جبکہ امام راغب لفظِ حق کے ذیل میں لکھتے ہیں:

'' اصل الحق المطابقة والموافقة'' (۲)

لفظ حق کی جمع اسلامی شریعت میں قانونی حقوق یا مطالبات اور ان کے متعلقہ واجبات کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔حقوق اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے حقوق ومطالبات مثلاً حد یعنی سزاؤں اور حقوق العباد میں چاہے یہ حقوق نجی اور لازمی طور پر شہری ہوں واضح فرق ہے۔

معاصر مصطلحات کی رو سے حقوق صرف قانون کے رائج الوقت معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔شعبہ قانون کو کلیة الحقوق کہتے ہیں۔(۳)

کیتھرن انگلش نے''حق'' کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

'' حق دراصل آپ کا استحقاق ہے جہاں دوسروں کی حدود شروع ہوتی ہیں وہاں آپ کا حق ختم ہو جاتا ہے اپنے حق کو استعمال کرتے ہوئے آپ دوسروں کے حقوق کو متاثر نہیں کر سکتے۔ایک شخص کا حق دوسرے کا فرض ہوتا ہے۔''(۴)

انسائیکلو پیڈیا امریکانا میں حق کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

A legal right is one which is protected by Law and the means of protection is remedy. The existence of a legal right implies the existence of a legal remedy for one does not exist without other.(5)

اسلام حقوق انسانی کا اولین علمبردار ہے۔قرآن اور رسول اکرم کی سیرت حقوق انسانی کا مرقع ہے۔انسانی حقوق عصر حاضر کا نہایت اہم موضوع ہے۔اس تناظر میں دیکھا جائے تو عہد نبوی ابتائے حقوق،احترام انسانیت، باہمی وقار اور مساوات انسانی کا سنہری دور(Golden Age) ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لیے رحمۃ العالمین بنا کر بھیجا ہے۔آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ اور تعلیمات اس کا واضح ثبوت ہیں۔آپ جس دور میں مبعوث ہوئے اس وقت کے معاشرے پر نظر دوڑائی جائے تو ہر جگہ انسانی حقوق پامال ہوتے نظر آتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ آج سے پندرہ سو سال قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف قدغنوں اور پابندیوں میں گرفتار دنیا کو انسانیت کی قدر و قیمت سے آگاہ کیا اور انہیں انسانی حقوق عطا کیے۔اس سے قبل کہ عہد نبوی

*پی ایچ ڈی سکالر،شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

میں ادائیگی انسانی حقوق کی کیفیت سامنے رکھی جائے یہ جاننا ضروری ہے کہ بعثت نبوی سے قبل انسانی حقوق کی صورت حال کیا تھی۔ بعثت نبوی سے قبل کے حالات پر قرآن کریم ان الفاظ میں تبصرہ کرتا ہے۔

﴿ظَهَرَ الفَسَادُ فِي البَرِّ وَالبَحرِ بِمَا كَسَبَت اَيدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُم يَرجِعُونَ﴾ (٦)

’’خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا ہے۔ لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے تاکہ مزا چکھائے اُن کو ان کے بعض اعمال کا شاید کہ وہ باز آجائیں‘‘۔

عہد نبوی میں انسانی حقوق کی ادائیگی و کیفیت کا صحیح اندازہ کرنے کیلئے ضروری ہے کہ قبل از بعثت انسانی حقوق کا کسی قدر تفصیلی جائزہ لیا جائے۔ عہد نبوی کو ہم دو بڑے حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

۱۔ قبل از بعثت انسانی حقوق ۲۔ بعد از بعثت انسانی حقوق

قبل از بعثت انسانی حقوق کو مزید دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۔ قبل از بعثت روم میں انسانی حقوق کی صورت حال

۲۔ قبل از بعثت جزیرہ عرب میں انسانی حقوق کی صورت حال

قبل از بعثت روم میں انسانی حقوق کی صورتحال:

رومی سلطنت دنیا کی عظیم ترین اور دنیائے قدیم کی حقیقی حکمران ریاست تھی۔ زمانہ حال کے علماء سیاست اور مدبرین اپنی حکومتوں کا سلسلہ حسب ونسب روما سے ہی ملاتے ہیں اور ان کا قول ہے ’’دنیا ایک انگشتری تھی اور روما اس کا نگینہ‘‘۔ (۷)

رومی معاشرہ دنیا کے دوسرے معاشروں کے مقابلے میں زیادہ متمدن اور مہذب سمجھا جاتا تھا۔ یونان کی طرح یہاں بھی طبقاتی تقسیم موجود تھی۔ سلطنت روم کی آبادی دو طبقوں میں منقسم تھی ایک طبقہ امراء کا تھا اور دوسرا عوام کا۔ امراء کا طبقہ خوشحال خاندانوں پر مشتمل تھا شہریت کے پورے حقوق انہیں حاصل تھے۔ آبادی کا ایک کثیر حصہ عوام سے متعلق تھا۔ یہ صرف جزوی حیثیت سے شہری تھے۔ جمہوریت کے ابتدائی دنوں میں انہیں یہ اجازت نہ تھی کہ فوج میں بھرتی ہو سکیں لیکن وہ سپارٹا کے غلاموں کی طرح حد درجہ مظلوم بھی نہ تھے۔ انہیں خاص سیاسی حقوق حاصل تھے تاہم سینٹ اور اسمبلی کے ارکان امراء کے طبقہ سے لیے جاتے تھے۔ قونصل کا عہدہ بھی طبقہ امراء کے لیے مخصوص تھا جسے انتظامات میں کلی اختیارات دے دیے جاتے تھے۔ سلطنت روم کی ابتدائی صورت حال ملوکیت جیسی تھی عوام کے صدائے احتجاج بلند کرنے پر ملوکیت کا دور ختم ہوا اور اس کی جگہ سادہ جمہوری نظام نے لے لی۔

مظہر الدین صدیقی لکھتے ہیں:

’’اس نظام میں عوام کی آزادی اور حقوق کا تحفظ موجود تھا۔ سوسائٹی عدم مساوات سے پاک تھی۔ امیر، غریب دونوں ایک دوسرے کے حقوق تسلیم کرتے تھے‘‘۔ (۸)

جبکہ پیر کرم شاہ ضیاء النبی میں لکھتے ہیں:

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

''ان حقوق میں عوام کو امراء طبقہ میں شادی کرنے، سینٹ کا رکن بننے، قونصل کے عہدہ پر فائز ہونے کا حق حاصل تھا''۔(۹)

قدیم روم کے اندر انسانی حقوق کی صورت حال کے متعلق گیٹل (Gettel) لکھتا ہے:

In the Roman thought the state did not absorb the individual as in the theory of plato, nor was the state considered non essential as in the teachings of Epicureans. The Romans state and individual each having definite rights and duties. The state was a necessary and natural work for social existance; but the individual, rather than the state, was made the protection center of legal thought and protection of rights of the individual was the main purpose for which the state existed. The state was thus viewed as a legal person, exercising authority within definite limits; having rights which were to be safe-guarded against other persons and against illegal encroachment by the government itself on the basis of this conception that eleborate system of Roman Law was created.(10)

قدیم روم کے نظریات کے مطابق ریاست افراد کو اپنے اندر مدغم نہیں کرتی جیسا کہ افلاطون کا نظریہ ہے اور نہ ہی ریاست ایک بے کار چیز ہے جیسا کہ ارسطو کے نظریات ہیں۔ اہل روم نے ریاست اور فرد کو الگ کر دیا، ہر ایک کے اپنے مخصوص حقوق وفرائض ہیں۔ ریاست سماج کے وجود کیلئے ضروری اور فطری لائحہ عمل ہے لیکن فرد کو ریاست کے برعکس قانون میں مرکزی حیثیت حاصل ہے اور فرد کے حقوق کی حفاظت میں وہ بنیادی مقصد ہے جس کے لیے ریاست کا وجود ہے۔ ریاست کو ایک ایسے قنونی فرد کے تناظر میں دیکھا جاتا ہے جو متعین حدود میں اپنے اختیارات استعمال کرتا ہے اور شہریوں کو ایسے قانونی فرد کے تناظر میں دیکھا جاتا ہے جن کے حقوق کی حفاظت حکومت خود دوسرے افراد اور قانون کے برعکس کرتی ہے۔ اس نظریہ کی بنیاد پر رومی قانون کا تفصیلی نظام مرتب کیا گیا۔

جمہوری حکومت آنے پر عوام کو کچھ حقوق تو ضرور ملے مگر یہ حقوق مستقل بنیاد پر نہ تھے کیونکہ شہنشائیت نے مصلحت اندیشی سے کام لے کر مطالبات تسلیم کئے تھے اور نظام حکومت میں ترمیم بھی کی تھی لیکن جمہوریت زیادہ دیر نہ چل سکی۔ ملوکیت پھر آ گئی اور اس نے عوام کے حقوق چھین لئے۔(۱۱)

سلطنت روما ایک وسیع وعریض سلطنت تھی اس کے باوجود اپنے عزائم ملک گیری کے لئے دیگر ملکوں کو اپنی طاقت کے نشے میں مست زیر کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتی تھی۔ ملک کو فتح کرنا اور وہاں کے باشندوں کو غلام بنانا ان سے بیگار لینا نت نئے ٹیکس ان پر عائد کرنا سلطنت روما کی سرشت میں شامل تھا۔

ابوالحسن ندوی اس پر یوں تبصرہ کرتے ہیں:

''شام جو بازنطینی شہنشاہی کی دوسری ریاست تھی اہل روما کی توسیع پسندی ہوس اور ملک گیری کا شکار تھا جہاں صرف طاقت کے سہارے غیر ملکیوں کی طرح حکومت کی جاتی تھی اور محکوم رعیت کو کبھی شفقت ومحبت سے

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

واسطہ نہ پڑتا تھا۔افلاس کا یہ حال تھا کہ اکثر شامی اپنا قرض ادا کرنے کے لئے اپنے بچوں کو فروخت کر دیتے تھے۔مختلف نوع کے مظالم اور حق تلفیوں،غلام بنانے اور بیگار لینے کا رواج عام تھا''۔(۱۲)

ابوالحسن ندوی روم میں انسانی حقوق کے بارے میں مزید لکھتے ہیں:

''سلطنت روما قانون اور ہر ایک کے حق کو نظر انداز کر سکتی تھی اور ہر فرد کی عزت و ناموس کو پامال کر سکتی تھی وہ ہر ظلم کو جائز اور روا سمجھتی تھی''۔(۱۳)

عورت اور رومی معاشرہ:

رومی معاشرے میں عورت کو حقوق کے لحاظ سے غلام کی حیثیت سے پہچانا جاتا تھا۔ایک آزاد فرد کو کسی معاشرے میں جو حقوق میسر تھے عورت ان حقوق سے یکسر محروم تھی۔اس کے خاوند کے ذمے کوئی فرائض نہ تھے اسے کمزور سمجھ کر دبا دیا گیا تھا۔رومی قانون کو مدون شکل میں لانے کے باوجود عورت کے حقوق کا تحفظ بالائے طاق رکھا گیا۔

پروفیسر رفیع اللہ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''رومی قانون عورت کی شخصی آزادی کو تسلیم نہیں کرتا تھا اس کی حیثیت ایک لونڈی سے زیادہ نہ تھی۔شادی سے پہلے اپنے باپ کی غلامی میں زندگی بسر کرتی تھی اور شادی کے بعد اسے خاوند کی غلامی میں رہنا پڑتا تھا اس کے کوئی حقوق نہ تھے اور نہ ہی خاوند کے ذمے کوئی فرائض تھے''۔(۱۴)

پروفیسر رفیع اللہ مزید لکھتے ہیں:

''غیر اقوام کو گھٹیا سمجھا جاتا تھا اور رومی معاشرے میں ان کے لئے کوئی عزت نہ تھی اور جو اقوام رومی سلطنت کے ماتحت تھیں ان کے علاقوں کی دولت تو رومی معاشرے میں پہنچ جاتی لیکن خود ان علاقوں کے رہنے والے لوگوں کو گھٹیا قسم کی مخلوق سمجھا جاتا تھا''۔(۱۵)

قدیم روم میں عورت کی حالت زار کے متعلق انسائیکلوپیڈیا آف برٹینکا کا مقالہ نگار یوں لکھتا ہے:

"In ancient Romans, a woman's legal position was one of the complete ordination, first to powers of her father or brother and later to that of her husband who held parental power over his wife. In the eyes of law, women were regarded as imbeciless".(16)

قدیم روم میں عورت کی حیثیت کامل محکوم کی تھی اولاً وہ اپنے باپ یا بھائی کی محکوم ہوتی تھی اور بعد میں اپنے شوہر کی، شوہر کو اپنی بیوی پر پدرانہ اختیار ہوتا تھا۔قانون کی نظر میں عورت کمزور عقل شمار ہوتی تھی۔

قبل از بعثت عرب میں انسانی حقوق کی صورت حال:

بعثت نبوی سے قبل عرب میں انسانی حقوق کی صورت حال نہایت مخدوش تھی اور اگر یہ کہا جائے کہ اس دور میں انسانی حقوق کا تصور ہی نہیں پایا جاتا تھا تو یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ڈاکٹر حمید اللہ عربوں کی سیاسی زندگی کا تجزیہ کرتے ہوئے خطبات بہاولپور میں لکھتے ہیں:

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

''جب ہم عربوں کی قبل از اسلام سیاسی زندگی کا تجزیہ کرتے ہیں تو یہ صورت حال واضح ہوکر سامنے آتی ہے کہ شہر مکہ میں ایک شہری مملکت قائم تھی۔ جہاں بادشاہت کی جگہ ایک طرح کی جماعتی گورنمنٹ قائم تھی یعنی ایک مجلس وزراء اس کے انتظام کی ذمہ دار تھی اس میں دیوانی اور فوجداری مقدمات کے لیے الگ الگ وزیر تھے''۔(۱۷)

جبکہ ساجدالرحمٰن اسلامی معاشرہ کی تشکیل میں لکھتے ہیں:

''شہری مملکت کے باوجود عربوں میں سیاسی نظام کی جگہ سیاسی انارکی تھی ہر قبیلہ اپنی جگہ آزاد تھا نتیجہ یہ کہ بدوی قبیلوں کی زندگی باہمی اختلافات چپقلش، نزاع اور تصادم کی تصویر تھی جو اپنی آزادی وخودمختاری کے اظہار و اقرار کے لئے دوسروں کی زندگی، مال اور آزادی سے کھیلتے تھے''۔(۱۸)

عربوں کے ان حالات کے تناظر میں شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

''ہر قبیلہ دوسرے قبیلہ کے مال ودولت مویشی اور اہل وعیال پر ڈاکہ ڈالنے کیلئے تیار رہتا تھا۔ تاجروں اور سوداگروں کے قافلے بغیر کسی بھاری انعام کے کسی میدان سے بسلامت گزر نہیں سکتے تھے۔ ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کی عورتوں اور بچوں کو پکڑ کر کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کردیتا تھا اور مویشیوں کو ہانک کر لے جاتا تھا''(۱۹)

عرب جاہلیت میں انسانیت کو ادنیٰ واعلیٰ اور شریف ورذیل کے ناقابل عبور خطوط میں تقسیم کردیا گیا تھا چنانچہ قصاص کے معاملہ میں ان کا نظریہ یہ تھا کہ معزز اور قوم کے بلند مرتبہ حامل مقتول کا قاتل اگر کوئی کمین ہوتا تو قاتل قبیلے میں اس مقتول کا ہم مرتبہ فرد تلاش کرکے اس کو قصاص میں قتل کیا جاتا۔

''ان دم القتیل الشریف لا یغسل الا بدم شریف مثلہ'' (۲۰)

''آزاد فرد کا قاتل غلام ہوتا تو غلام سے قصاص لینا ناکافی سمجھا جاتا اور غلام کے مالک یا کسی اور آزاد رشتہ دار کا سر مانگا جاتا یا کوئی آزاد کسی غلام کو قتل کرتا تو قاتل کا قصاص گوارا نہ کیا جاتا بلکہ کمتر معاوضہ دیا جاتا''۔

قصاص کی طرح دیت میں بھی یہ اصول کارفرما تھا کہ سرداروں کی دیت کم درجہ لوگوں کے مقابلے میں زیادہ تھی۔ عہد جاہلیت کے عربوں کا نظریہ تھا کہ ہم چونکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی اولاد، حرم مکہ کے مجاور و پاسبان، بیت اللہ کے نگہبان اور مکہ کے باشندے ہیں لہذا بنی نوع انسان کا کوئی فرد ہمارا ہم مرتبہ نہیں اور نہ کسی کے حقوق ہمارے حقوق کے مساوی ہیں۔(۲۱)

ان لڑائیوں، خون ریزیوں اور مظالم نے بالآخر عرب قبائل کو یہ سوچنے پر مجبور کردیا کہ ظالم کا ہاتھ روکا جائے، مظلوم کی مدد کی جائے کیونکہ ہر طاقت ور فرد دوسرے کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے سے باز نہیں آتا تھا۔ ان حالات میں عرب قبائل نے ایک معاہدہ کیا جو تاریخ میں حلف الفضول کے نام سے موسوم ہے۔

ڈاکٹر حمید اللہ اس پس منظر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''حالات نے ایسی نازک صورت حال اختیار کرلی تھی کہ اس کا تدارک ضروری ہوگیا تھا چنانچہ بنوہاشم، بنو

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

عبدالمطلب، خادان زہرہ اور تیم نے متحد ہو کر معاہدہ طے کیا کہ چاہے مکہ کے باشندے ہوں یا اجنبی، آزاد ہوں یا غلام، مکے کی حدود کے اندر انہیں ہر طرح کے ظلم اور ناانصافی سے محفوظ رکھا جائے گا اور ظالموں کے ہاتھوں ان کے نقصانات کی پوری پوری تلافی کی جائے گی''۔(۲۲)

ان حالات کے پیش نظر عرب قبائل نے ایک معاہدہ کیا جو تاریخ میں ''حلف الفضول'' کے نام سے موسوم ہے۔ انسانی تاریخ میں ''بنیادی انسانی حقوق'' کے تحفظ کیلئے منعقدہ اس غیر تحریری معاہدہ کے ممبران وشرکاء نے قیام امن، انسانی حقوق کی حفاظت کو مدنظر رکھ کر مندرجہ ذیل امور کی انجام دہی لازمی قرار دی، اس کی اہم دفعات درج ذیل ہیں:

۱۔ مکہ سے بدامنی دور کی جائے گی۔

۲۔ مسافروں کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے گا۔

۳۔ مظلوموں کی امداد کی جائے گی خواہ وہ مکہ کے باشندے ہوں یا اجنبی

۴۔ زبردست کو زیردست پر ظلم وزیادتی سے روکا جائے گا۔(۲۳)

جبکہ طٰہٰ حسین ان حالات کے تناظر میں اہل مکہ کو مختلف طبقات میں تقسیم کرتے ہیں۔ ہر قبیلہ دوسرے قبیلے سے اپنے آپ کو شرف وعظمت میں اعلیٰ سمجھتا تھا انہیں حسب ونسب پر بڑا ناز تھا اور اسی حوالے سے ان کے حقوق میں بھی بڑا فرق تھا۔ اس لحاظ سے اس عہد کے باشندگان کو تین طبقات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ ایک طبقہ تو وہ تھا جسے سارے حقوق حاصل تھے یہ قریش کا قبیلہ تھا قریش کے حقوق کی بنیاد شرف ونسب پر تھی مزید یہ کہ وہ کعبے کے نگہدار اور پاسبان بھی تھے۔

۲۔ دوسرا طبقہ حلفاء کا تھا۔ یہ عرب نسل اور عرب قومیت کے لوگ تھے لیکن مکہ میں حصول امن وامان کے لیے آئے تھے۔ انہیں اس وقت تک امن نہیں مل سکتا تھا جب تک یہ قریش کے کسی قبیلہ یا افراد قریش میں سے کسی کے حلیف نہ بن جائیں۔

۳۔ تیسرا طبقہ غلاموں کا تھا۔ یہ طبقہ جملہ حقوق سے محروم تھا۔ حتیٰ کہ اسے اپنی ذات، اپنے وجود اور اپنی ہستی تک کسی طرح کا حق نہیں۔ اس کا مالک اس کا آقا تھا۔ اپنے غلام سے اپنی مرضی کے مطابق ہر کام لے سکتا تھا۔ غلام کو حق نہ تھا کہ انکار کرے یا اعتراض کرے غرض آقا اپنے غلام کی زندگی اور موت کا مالک تھا۔(۲۴)

عورت کا مقام:

''الرحیق المختوم'' کے مصنف لکھتے ہیں:

''عرب آبادی مختلف طبقات پر مشتمل تھی اور ہر طبقے کے حالات ایک دوسرے سے بہت مختلف تھے۔ چنانچہ طبقہ اشراف میں مرد وعورت کا تعلق خاصہ ترقی یافتہ تھا۔ عورت کو بہت کچھ خودمختاری حاصل تھی۔ اس کی بات مانی جاتی تھی اس کا اتنا احترام اور تحفظ کیا جاتا تھا کہ اس کی راہ میں تلواریں نکل پڑتی تھیں اور خونریزیاں ہو جاتی تھیں۔ آدمی جب

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اپنے کرم وشجاعت پر جسے عرب میں بڑا بلند مقام حاصل تھا اپنی تعریف کرنا چاہتا تو عموماً عورت کو ہی مخاطب کرتا۔ بسا اوقات عورت چاہتی تو قبائل کو صلح کیلئے اکٹھا کر دیتی اور چاہتی تو ان کی درمیان جنگ اور خون ریزی کے شعلے بھڑکا دیتی۔ ایک طرف طبقہ اشراف کا یہ حال تھا تو دوسری طرف دوسرے طبقوں میں مرد و عورت کے اختلاط کی اور بھی کئی صورتیں تھیں جنھیں بدکاری و بے حیائی اور فحش کاری وزنا کاری کے سوا کوئی اور نام نہیں دیا جا سکتا۔'' (۲۵)

حق وراثت سے محرومی:

زمانہ جاہلیت میں عورت ہر قسم کے حق ملکیت سے محروم تھی عورتوں کو کوئی وراثت نہ ملتی تھی۔ میراث صرف مردوں کا حق سمجھا جاتا تھا اور دلیل یہ تھی وہ قبیلوں کا دفاع کرتے ہیں ہتھیار اٹھاتے ہیں مختصر یہ کہ عربوں میں عورتوں اور بچوں کا وراثت میں کوئی حق نہیں سمجھا جاتا تھا۔

سید مودودی اس حوالے سے لکھتے ہیں:

''عرب میں عورتوں اور بچوں کو میراث سے محروم رکھا جاتا تھا اور لوگوں کا نظریہ اس بات میں یہ تھا کہ میراث کا حق صرف ان مردوں کو پہنچتا تھا جو لڑنے اور کنبے کی حفاظت کرنے کے قابل ہوں اس کے علاوہ مرنے والے کے وارثوں میں جو زیادہ طاقتور اور بااثر ہوتا تھا وہ بلا تامل ساری میراث سمیٹ لیتا تھا اور ان سب لوگوں کا حصہ مار کھاتا تھا جو اپنا حصہ حاصل کرنے کا بل بوتا نہ رکھتے ہوں۔ حق اور فرض کی کوئی اہمیت ان کی نگاہ میں نہ تھی کہ ایمانداری کے ساتھ اپنا فرض سمجھ کر حق دار کو اس کا حق دیں خواہ وہ اسے حاصل کرنے کی طاقت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو''۔ (۲۶)

عہد نبوی میں انسانی حقوق کا نفاذ/عملی صورت حال:

انسانی حقوق کی تاریخ پر نگاہ ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ بنیادی انسانی حقوق کا آغاز ہی عہد نبوی سے ہوتا ہے جب نبی کریم ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست کی بنیاد رکھتے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ انسانی حقوق اس وقت دنیا کو عطا ہوئے جب یورپ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ ایران اور روم جیسی روشن خیال ریاستیں بھی ان حقوق سے ناآشنا تھیں۔ عہد نبوی میں حقوق کی عملی صورت حال کا جائزہ ذیل کے عنوانات سے لیا جا سکتا ہے۔

عورتوں کے حقوق:

اسلام سے قبل دنیا نے عورت کو ایک غیر مفید عنصر سمجھ کر میدان عمل سے ہٹا دیا جاتا تھا بلکہ اس مظلوم صنف کو حق زیست سے بھی محروم کر دیا جاتا تھا۔ عرب کے بعض قبائل اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ قرآن کریم نے اس شقاوت اور سنگ دلی پر سخت تہدید کی اور فرمایا:

﴿وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ﴾ (۲۷)

''اور جب زندہ دفن کرنے والی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ تو کس جرم میں ماری گئی؟''

سید مودودی ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

”آیات کے انداز بیان میں شدید غضبنا کی پائی جاتی ہے جس سے زیادہ سخت عصبنا کی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ بیٹی کو زندہ گاڑنے والے ماں باپ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ایسے قابل نفرت ہونگے کہ ان کو مخاطب کر کے یہ نہ پوچھا جائے گا کہ تم نے اس معصوم کو قتل کیوں کیا بلکہ ان سے نگاہ پھیر کر معصوم بچی سے پوچھا جائے گا کہ تو بیچاری آخر کس قصور میں ماری گئی اور وہ اپنی داستان سنائے گی کہ ظالم ماں باپ نے اس کے ساتھ ظلم کیا اور کس طرح اسے زندہ دفن کر دیا“۔(۲۸)

جسٹس تنزیل الرحمان اسلام میں حقوق نسواں کے متعلق لکھتے ہیں:

> "There is equality in law with regard to women's Rights in social, ethical and economic matters, Islam has given honour and respect to women falk. A woman has authority to marry a person of her choice, she can purchase and possess property in her own name. She inherrits from her parents, husband and other relatives. As man has been given the authority to divorce her, she too has been given power to see dissolution by Khula. Islam respects the privacy of woman folk of marriage more than any religion or civilization past and present in the world".(29)

”عورتوں کو سماجی، اخلاقی اور معاشرتی معاملات میں قانونی طور پر برابری حاصل ہے۔ اسلام نے خواتین کو عزت وتکریم عطا کی ہے۔ عورت کو اپنی مرضی سے شادی کرنے کا اختیار ہے وہ اپنے نام جائیداد خرید سکتی ہے اور اپنی ملکیت میں رکھ سکتی ہے۔ جس طرح مرد کو طلاق دینے کا حق ہے اسی طرح عورت کو خلع کے ذریعے نکاح تحلیل کرنے کا مکمل اختیار دیا گیا ہے۔ دنیا کے کسی بھی مذہب اور گزشتہ یا موجودہ تہذیب کی نسبت اسلام عورت کی خلوت نشینی کا زیادہ خیال رکھتا ہے“۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے حقوق کے حوالے سے جو ہدایات اور تعلیمات عطا فرمائی ہیں آج کا کوئی بھی حقوق نسواں کا مدعی ان سے زیادہ صحیح اور حقیقی تعلیمات پیش نہیں کر سکا۔ ارشاد نبوی ہے:

”ان الله حرم عليكم عقوق الامهات ومنعاً و هات و وادالبنات.“ (۳۰)

”اللہ نے یقیناً تم پر ماؤں کی نافرمانی، ان کی مطلوبہ چیزوں سے انکار، بے جا مطالبات اور لڑکیوں کا زندہ درگور کرنا حرام ٹھہرایا“۔

ایک اور مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”من كانت له انثى فلم يئدها ولم يهنها ولم يوثر ولده عليها“ – قال : يعنى الذكور – أدخله الله الجنة.“ (۳۱)

”جس کی ایک بچی ہو اور اس نے اس کو نہ تو زندہ درگور کیا اور نہ ہی اس کی اہانت کی اور نہ اولاد نرینہ کو اس پر ترجیح دی تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کر دے گا“

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

عام حالات سے ہٹ کر حالت جنگ میں بھی عورت کو تحفظ جان کا حق دیا گیا ہے۔ایک مرتبہ میں ایک غزوہ میں کسی عورت پر تلوار چل گئی۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں یہ بات آئی تو آپ نے ناپسند فرمایا کہ اگر عورت مرد کے ہاتھوں قتل ہو جائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تصریح فرمائی کہ مرد ہی قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ذیل میں اختصار کے ساتھ چند معروف حقوق نسواں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے تاکہ شریعت نے جو حقوق ان کو عطا کئے ہیں ان کی وضاحت ہو سکے۔

تعلیم وتربیت:

اسلام نے تعلیم وتربیت نسواں کو ضروری قرار دیا ہے۔اسلام نہ صرف خواتین کو حصول تعلیم کا حق دیتا ہے بلکہ انہیں علم حاصل کرنے کی ترغیب بھی دیتا ہے تاکہ وہ تعلیم وتربیت کے ذریعے ایک اچھے گھرانے کی تشکیل میں معاون ہو سکیں۔حدیث مبارکہ ہے۔

"طلب العلم فریضة علی کل مسلم" (۳۲)

''علم کا حصول ہر (مرد وعورت) مسلمان پر فرض ہے''۔

آپ کو خواتین کی تعلیم وتربیت کا اس درجہ خیال تھا کہ اگر کسی وقت آپ محسوس فرماتے کہ عورتوں نے آپ کی بات نہیں سنی تو دوبارہ ان کے قریب پہنچ کر وعظ وتلقین فرماتے۔ایک عید کے موقع کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں:

"فظن انه لم یسمع النساء فوعظهن وامرهن بالصدقه" (۳۳)

''آپ کو خیال ہوا کہ عورتوں نے آپ کی بات نہیں سنی تو آپ نے (دوبارہ) ان کو نصیحت کی اور صدقہ وخیرات کا حکم دیا''۔

حق مہر:

قرآن وسنت کی رو سے مہر عورت کا حق ہے اور مرد کی طرف سے اس کی ادائیگی فرض ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ (۳۴)

''عورتوں کے مہر خوشدلی سے ادا کرو''۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مہر دینا بھی ضروری ہے اور دینے میں کوئی تنگی یا ملال بھی نہیں ہونا چاہیے کیونکہ لفظ نحلة سے مراد عطیہ اور تحفہ ہوتا ہے اور عطیہ وتحفہ تکرار یا بحث مباحثہ سے نہیں بلکہ خوش دلی اور محبت سے دیا جاتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق مہر کی اہمیت واضح کرنے کے بعد اسکی عدم ادائیگی پر زبردست تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"من تزوج امراء ة علی صداق وهو لا یرید ان یفی لها به فهو زان" (۳۵)

''جس نے مال کے عوض کسی سے نکاح کیا اور نیت یہ رکھی کہ وہ اس کو مہر ادا نہیں کرے گا وہ دراصل زانی ہے''۔

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حق نفقہ:

نفقہ کا لفظی معنی خرچ کرنے کے ہیں۔ شریعت اسلامیہ نے مرد پر یہ ذمہ داری ڈالی ہے کہ وہ اپنی بیوی کے روٹی، کپڑے اور مکان کی بھی ذمہ داری لے کر اسے ان ضروریات سے بے نیاز کر دے جو اس کیلئے ضروری ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾ (۳۶)

''مرد عورتوں پر محافظ و منتظم ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ مرد (ان پر) اپنے مال خرچ کرتے ہیں''۔

ایک اور مقام پر قرآن مجید میں ہے

﴿عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَ عَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ﴾ (۳۷)

''خوشحال آدمی اپنی استطاعت کے مطابق اور غریب آدمی اپنی استطاعت کے مطابق معروف طریقہ سے نفقہ دے۔''

ارشاد نبوی ہے:

''الا وحقهن عليكم ان تحسنوا اليهن فى كسوتهن و طعامهن'' (۳۸)

''خبردار ان کا حق ہے تم پر کہ تم ان (بیویوں) کے ساتھ کپڑا اور کھانا دینے میں حسن سلوک کا برتاؤ کرو''۔

مطلب یہ ہے کہ ضروریات لازمہ (حق نفقہ) کا بہم پہنچانا مرد کے ذمہ ہے۔ بیوی چاہے مسلمان ہو یا ذمیہ، غریب ہو یا امیر، بالغہ ہو یا نابالغہ۔ اس نے جب اپنا آپ خاوند کے سپرد کر دیا تو خاوند پر اس کا نفقہ واجب ہے۔ خود سرور کائنات کا بھی یہی دستور تھا کہ ازواج مطہرات کے نفقہ کا انتظام فرمایا کرتے تھے بلکہ ایک باغ ہی اس کام کیلئے خاص کر رکھا تھا۔

''ان النبى ﷺ كان يبيع نخل بنى النضير و يحبس لاهله قوت سنتهم.'' (۳۹)

''نبی کریم نخل بنی نضیر کو فروخت کر دیا کرتے اور اس کی قیمت اپنے اہل و عیال کے سال بھر کے نان و نفقہ کیلئے جمع فرما دیتے''۔

نبی کریم ﷺ کی ایک طویل حدیث کا یہ حصہ حق نفقہ کی وضاحت کرتا ہے:

''ولهن عليكم رزقهن و كسوتهن بالمعروف.'' (۴۰)

''ان کا تمہارے اوپر یہ حق ہے کہ تم انہیں دستور (شرعی) کے مطابق خوراک اور لباس فراہم کرو۔''

خاوند، بیوی، بچوں اور اولاد کے حقوق:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی زندگی کا جو کامل نمونہ پیش کیا ہے اس کا ایک پہلو خانگی زندگی کا ہے۔ خانگی زندگی میں سب سے پہلا تعلق خاوند اور بیوی کا ہے۔ آپ نے عورت کو بیوی کی حیثیت میں بلند مقام عطا کیا ہے آپ کے عمل

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اور آپ کے ارشادات سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے۔

آپ کا اسوہ قرآن پاک کی آیت "وعاشروھن بالمعروف" (۴۱) اور ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی گزارو کی تفسیر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"خیر کم خیر کم لاھله و انا خیر کم لا ھلی" (۴۲)

"تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ بہتر ہو اور میں تم سب میں سے زیادہ اپنے گھر والوں کے ساتھ بہتر ہوں"۔

قرآن مجید نے خاوند اور بیوی کے تعلق کو کس خوبصورت پیرائے میں بیان کیا ہے۔

﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾ (۴۳)

"وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو"۔

قرآن مجید کی بلاغت ملاحظہ ہو اس نے سارے مطالب کو ایک ہی تشبیہ میں ادا کر دیا ہے۔ لفظِ لباس کے پردہ میں بیسوں معنی پوشیدہ ہیں کہ وہ تمہارے لئے اور تم ان کیلئے زینت ہو۔ وہ تمہاری اور تم ان کی خوبصورتی ہو۔ ایک صحابی عبادت کی مشغولیت کی وجہ سے اپنی بیوی کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے آنحضرت کو معلوم ہوا تو آپ نے ان کو بلوا کر فرمایا:

"و لأھلک علیک حقا فاعط کل ذی حق حقه" (۴۴)

"اور تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے پس ہر صاحب حق کا حق ادا کرو"۔

مشہور حدیث ہے:

"کلکم راع و مسئول عن رعیتیه" (۴۵)

"تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی نسبت باز پرس ہوگی"۔

مرد اپنی بیوی بچوں کا رکھوالا ہے۔ اس سے اس کی پوچھ گچھ ہوگی اور بیوی اپنے شوہر کی نگران ہے اس سے اس کی پوچھ گچھ ہوگی۔

اولاد کے حقوق:

جس طرح اولاد پر ماں باپ کے حقوق ہیں اسی طرح اولاد کے کچھ حقوق ہیں جو ماں باپ پر ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جامع فقرہ میں ان حقوق کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ حقوق کی جس قدر تشریح کی جائے ذیل کا متن ان سب پر محیط ہے۔

"لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا" (۴۶)

"وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے"۔

قرآن وحدیث میں اولاد کے حقوق ادا کرنے کے حوالے سے بار بار تاکید کی گئی ہے۔ ذیل میں اولاد کے معروف حقوق کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۱۔ حق زندگی:

سب سے پہلا حق ''حق زندگی'' ہے۔یہی وجہ ہے کہ اسلام نے حمل کو بالقصد ضائع کرنے (اسقاطِ حمل) کو گناہ قرار دیا ہے اور ذریعہ حمل کو ضائع کرنے (عزل) کو ناپسند کیا ہے اور پیدا ہونے کے بعد مار ڈالنے کی جاہلانہ رسم کو جڑ سے اکھاڑنے کی پوری کوشش کی ہے۔ایک دفعہ ایک صحابی کے سوال پر آپ نے فرمایا شرک اور والدین کی نافرمانی کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تم اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی۔

بعثت نبوی کے وقت عرب میں زندہ لڑکیوں کو درگور کرنے کی جاہلانہ رسم موجود تھی۔اس لئے کہ لڑکیاں شرم و عار کا باعث سمجھی جاتی تھیں لوگ عموماً لڑکیوں کے وجود کو بلا اور مصیبت خیال کرتے تھے۔رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹیاں اللہ کی رحمت اور نجات اخروی کا ذریعہ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''من عال جاريتين حتى تبلغا جاء يوم القيامة انا و هو'' وضم اصابعه'' (۴۷)

''جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی حتی کہ وہ بالغ ہوگئیں وہ اور میں قیامت کے روز اس طرح آئیں گے اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ملا دیا''۔

رضاعت وحصانت:

اولاد کا دوسرا حق اس کی نشو ونما اور دودھ پلانے کا ہے۔اس سلسلہ میں قرآن مجید کی ذیل کی آیت رہنمائی کرتی ہے۔قرآن مجید میں ہے۔

﴿وَ الْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ (۴۸)

''مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلائیں یہ مدت اس کیلئے ہے جو چاہے کہ رضاعت کی مدت پوری کرے''۔

تعلیم وتربیت:

ظاہری اور جسمانی نشو ونما کے بعد اولاد کی باطنی اور روحانی تربیت کا درجہ ہے۔قرآن مجید میں ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ (۴۹)

''اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ''۔

اہل وعیال کو آگ سے بچانا خاندان کے سربراہ کا فرض ہے۔آگ سے مراد جہنم کی آگ ہے اور اس سے مقصود تمام برائیوں اور خرابیوں سے بچانا ہے جو انسان کو جہنم کی آگ کا مستحق بنا دیتی ہیں۔مختصر یہ کہ اولاد کی تعلیم وتربیت اور نگہداشت خاندان کے سربراہ کا اولین فرض اور اولاد کا بنیادی حق ہے۔

یتامیٰ کے حقوق:

یتیم معاشرے کا مظلوم طبقہ تھا۔عرب معاشرے میں یتیم کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جاتا تھا،ان کا مال کھا لیا جاتا

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ’’مسلمانوں کا بدترین گھر وہ ہے جہاں یتیم کے ساتھ بدسلوکی کی جاتی ہے‘‘۔اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (مفہوم) مسلمانوں کا سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم کے ساتھ بھلائی کی جارہی ہو‘‘۔

ڈاکٹر خالد علوی ’’انسان کامل‘‘ میں لکھتے ہیں:

’’آپ کے طرزِ عمل سے پورا معاشرہ یتیموں کے لئے دارالشفقت بن گیا‘‘۔(۵۰)

اسی طرح قرآن مجید میں یتیموں کے بارے میں ارشاد ہوا ’’واتوا الیتامیٰ اموالھم‘‘(۵۱) یتیموں کو ان کے وارثوں کا چھوڑا ہوا مال دو جو یتیم غریب و مفلس ہوں ان کی مناسب پرورش اور امداد عام مسلمانوں کا فرض ہے۔قرآن پاک کی متعدد سورتوں میں بار باران کے ساتھ نیک سلوک اور احسان کرنے کی ہدایت کی گئی۔حدیث نبوی ہے

’’انا و کافل الیتیم فی الجنة ھکذا و قال باصبعیه السبابة والوسطی‘‘ (۵۲)

میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح نزدیک ہوں گے (آپ نے اپنی دو انگلیوں انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر دکھا کر یہ بات سمجھائی)۔

غلاموں کے حقوق:

اسلام سے قبل تمام تمدنی اور معاشرتی حقوق صرف آزاد انسانوں کیلئے تھے اور غلاموں کو کسی قسم کے حقوق حاصل نہ تھے۔یہاں تک کہ ان کی زندگی اور موت بھی آقا کی مرہون منت تھی۔

عہد نبوی میں آزاد اور غلام میں ایک امتیاز ہونے کے باوجود معاشرتی معاملات، تمدنی حقوق اور انسانی مقتضیات کے اعتبار سے آقا اور غلام میں کوئی فرق نہ تھا۔عہد رسالت میں غلاموں کو قیادت کا بھی اہل سمجھا جاتا تھا۔مثال کے طور پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ کو شام کی مہم پر لشکر کا سپہ سالار بنا کر بھیجا۔حضور پاک نے سیاہ فام بلال حبشی کو انسانیت کی معراج سے نوازا۔حضور اقدس نے جنت میں اپنے سے آگے آگے چلنے کی بشارت دی اور جب ایک صحابی نے حضرت بلال کو ’’او حبشی کے بیٹے‘‘ کہہ کر پکارا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈانٹا اور فرمایا ’’تم میں اب بھی جاہلیت کی بو باقی ہے‘‘ایک موقع پر آپ نے فرمایا ’’اپنے غلام کو کنیز یا غلام نہ کہو، انہیں میرا بیٹا یا میری بیٹی کہہ کر پکارو‘‘۔

دیگر متفرق حقوق:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل عرب کا بچہ بچہ ایک دوسرے کے خون کا پیاسا تھا اور ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کا دشمن تھا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو خون کے رشتے کے ساتھ ایک اور رشتہ بھی لائے اور وہ دین کا رشتہ تھا جس نے دشمنوں کو بھائی بھائی بنا دیا۔ارشاد نبوی ہے۔

’’تری المومنین فی تراحمھم وتوادھم و تعاطفھم کمثل الجسد اذاشتکی عضواً تداعی له سائر الجسد بالسھر والحمی‘‘(۵۳)

’’مسلمانوں کو باہم ایک دوسرے سے محبت کرنے اور شفقت کرنے میں جسم انسانی کی طرح پاؤ گے کہ اس کے

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ایک عضو میں بھی تکلیف ہو تو سارے اعضاء بخار اور بے خوابی میں مبتلا ہو جاتے ہیں''۔

جریر بن عبداللہ البجلی ایک مشہور صحابی فرماتے ہیں:

''عن جریر بن عبداللہ قال بیّعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اقام الصلوۃ و ایتاء الزکاۃ و النصح لکل مسلم'' (۵۴)

''جریر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین باتوں پر بیعت کی۔ نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنا''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سباب المسلم فسوق و قتالہ کفر'' (۵۵)

''مسلمان کو گالی دینا، خدا کی نافرمانی (فسق) اور اس سے لڑنا (قتال) خدا کا انکار (کفر) ہے''۔

ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان کی حفاظت کے بارے میں حدیث نبوی ہے:

''المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ'' (۵۶)

''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں''۔

ہر مسلمان پر اس کے مسلمان بھائی کے چھ حقوق ہیں:

''حق المسلم علی المسلم ست اذالقیتہ فسلم علیہ واذا دعاک فاجبہ واذا استنصحک فانصحہ واذا عطس فحمداللہ فشمتہ واذامرض فعدہ واذا مات فاتبعہ.'' (۵۷)

۱۔ جب اسے ملے تو السلام علیکم کہے۔

۲۔ جب وہ دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرے۔

۳۔ جب وہ خیر خواہی طلب کرے تو اس کی خیر خواہی کرے۔

۴۔ چھینک آنے پر جب وہ الحمد للہ کہے تو یہ یرحمک اللہ (تم پر خدا رحمت کرے) کہے۔

۵۔ جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے۔

۶۔ اور جب مر جائے تو اس کے جنازہ میں شامل ہو۔

اور یہ کم از کم حقوق ہیں جو ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے ہیں۔ سورۃ الحجرات میں ارشاد ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ﴾ (۵۸)

''مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اپنے دونوں بھائیوں کے درمیان (جھگڑا ہونے کی صورت میں) صلح کرا دو''۔

قرآنی عبارت یہ واضح کرتی ہے کہ مسلمانوں میں باہم بھائی کا رشتہ ہے۔ یہ رشتہ جنگ اور خون ریزی کے باوجود بھی قائم رہتا ہے۔

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حق خیر خواہی:

ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے کہ وہ ایک دوسرے کے حق میں خیر خواہی کریں۔

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ﴾ (۵۹)

''اے پروردگار ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے معاف فرمادے''۔

ارشاد نبوی ہے:

''من نفس عن مومن کربة من کرب الدنیا نفس الله عنه من کرب الاخرة ومن ستر المسلم ستره الله فی الدنیا والآخرہ'' (۶۰)

''جس نے کسی مومن کی دنیا میں تکلیف دور کی اللہ تعالیٰ اس کی آخرت میں تکلیف دور کرے گا اور جس نے کسی مسلمان کی دنیا میں ستر پوشی کی اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی ستر پوشی فرمائے گا''

باہمی قتل وغارت کی ممانعت:

حجۃ الوداع کے اہم موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خطبہ ارشاد فرمایا اسے بنیادی انسانی حقوق کے عالمی چارٹر کی حیثیت حاصل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تفصیلی خطبہ ارشاد فرمایا جو صحیح بخاری میں مذکور ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

خطبہ حجۃ الوداع کے مذکورہ الفاظ سے جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ کہ ایک دوسرے کی گردن مارنا (باہمی قتل و غارت) دراصل کافرانہ روش ہے اس لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری خطبہ میں یہ روش اختیار کرنے سے سختی سے منع فرمایا۔

اسلامی تصور حقوق کا امتیاز:

انسانی حقوق کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بلا شبہ اسلام اور مغرب انسانی حقوق کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں مگر دونوں کے نکتہ ہائے کے نظر میں جوہری فرق ہے۔ ترقی پذیر دینا کے بیشتر جمہوری ممالک میں بنیادی حقوق صرف آئین کی زینت ہوتے ہیں۔ انہیں پامال اور معطل کرنے یا تبدیل کرنے میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ ان جدید ممالک میں حقوق کا دائرہ محدود ہوتا ہے۔ عالمگیر نہیں ہوتا۔

جون ۱۹۹۳ کو ہونے والی حقوق انسانی کی عالمی کانفرنس کے ویانا ڈیکلریشن میں انسانی حقوق کے بارے میں کہا گیا:

All human rights are universal indivisible & interdependent & international. (61)

تمام حقوق آفاقی، نا قابل تقسیم ایک دوسرے پر منحصر اور ایک دوسرے سے متعلق ہے۔

حقوق انسانی کا یہ تصور اختیار کرنے کے باوجود یورپی یونین کے چارٹر 2000 آرٹیکل 10 میں قرار دیا گیا۔

Certain heights shall be reserved for citizens of the European Union. (62)

''کچھ خاص حقوق صرف یورپی یونین کے شہریوں کیلئے ہی مختص ہوں گے۔''

اس تناظر میں دیکھا جائے تو عہد نبوی میں ہر انسان کو مساوی حقوق حاصل تھے۔ عہد نبوی حقوق کی ادائیگی،

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

انسانیت کا احترام اور باہمی وقار کا عہد شمار کیا جا سکتا ہے۔

مزید یہ کہ اسلامی تصور حقوق اور مغرب کے تصور حقوق کا جوہری فرق یہ ہے کہ اسلام میں اقتدار اعلیٰ کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہے جو تمام کائنات کا رب ہے۔قوانین خداوندی ہی بلند و برتر اور اعلیٰ قانون (Supreem Law) کا درجہ رکھتے ہیں۔اس کے برعکس مغرب کی سیکولر ریاستوں میں عوام کو سرچشمہ اقتدار سمجھا جاتا ہے اور انسانوں کے وضع کردہ دساتیر کو ملک کا سپریم لاء مانا جاتا ہے۔

مزید یہ بات بھی نہایت اہم ہے کہ اسلام کے عطا کردہ حقوق عالمگیر نوعیت کے حامل ہیں اور وہ کسی ریاست کے شہریوں تک محدود نہیں۔دنیا بھر کے مسلمان اور غیر مسلم شہری بلا امتیاز ان سے مستفید ہو سکتے ہیں۔مختصر یہ کہ

۱۔ تین صدیوں سے پہلے مغربی دنیا میں انسانی حقوق کے تصور کی اپنی کوئی تاریخ ہی نہیں ہے۔

۲۔ جن حقوق کا ذکر کیا جارہا ہے ان کے پیچھے کوئی سند (Authority) اور کوئی قوت نافذہ (Sanction Power) نہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ یہ صرف خوشنما خواہشات ہیں تو عین حقیقت ہو گی۔

۳۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں بالعموم اور حجۃ الوداع کے موقع پر بالخصوص حقوق انسانی کا جو خلاصہ بیان فرمایا وہ قدیم تر بھی ہے اور اہل اسلام کیلئے اعتقاد،،اخلاق اور بطور مذہب واجب الاتباع بھی۔

۴۔ سب سے نمایاں امتیاز یہ ہے کہ ان حقوق کو عملاً قائم کرنے کی بے مثل مثالیں نبی اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین نے قائم فرمائی ہیں۔

نتائج:

عہد نبوی میں انسانی حقوق-ایک تحقیقی جائزہ سے درج ذیل نتائج مرتب ہوتے ہیں۔

۱۔ قبل از بعثت نبوی انسانی حقوق نام کی چیز سے عرب معاشرے میں کوئی واقف نہ تھا۔قتل،سفاکی اور درندگی عربوں کے موروثی اخلاق بن چکے تھے۔

۲۔ عہد نبوی کو انسانی حقوق کے حوالے سے سنہری دور (Golden Age) کہا جا سکتا ہے اس لئے کہ دورِ نبوی اینائے حقوق،احترام انسانیت،باہمی وقار اور انسانی مساوات کا دور تھا۔

۳۔ حقوق نسواں،جس کے آج دعویدار بہت ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ عہد نبوی میں تعلیم و تربیت،حق مہر اور حق نفقہ جیسے حقوق دے کر خواتین کو عزت و توقیر عطا کی گئی۔اسی طرح خاوند،بیوی اور اولاد کے حقوق بھی متعین کئے گئے۔

۴۔ عرب معاشرے میں غلامی کا رواج عام تھا۔رسول اللہ نے غلاموں کو وہ حقوق عطا کئے کہ غلام بھی خاندان کا ایک فرد شمار ہونے لگے اسی طرح مسلمانوں میں باہمی حقوق کے حوالے سے رسول کریم نے واضح تعلیمات دیں۔

۵۔ خطبہ حجۃ الوداع سے معلوم ہوتا ہے کہ باہمی قتل و غارت دراصل کافرانہ روش ہے جس سے نبی کریم ﷺ نے سختی سے منع فرمایا

۶۔ عہد نبوی میں عطا کردہ بنیادی انسانی حقوق کا امتیازی وصف یہ ہے کہ وہ محدود نہیں بلکہ عالمگیر نوعیت کے ہیں۔

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حواشی و حوالہ جات

۱۔ ابن منظور، لسان العرب، دارالفکر، بیروت، ۱۹۹۸ء، ۲۵۵/۳

۲۔ راغب اصفہانی، امام، المفردات فی غریب القرآن، داراحیاء التراث العربی، بیروت ص ۱۲۵

۳۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، ۱۹۸۸ء، ۴۲۹/۸

۴۔ کیتھرن انگلش، انسانی حقوق ہینڈ بک) ہیومن رائٹس سنٹر، اسلام آباد، س ن ص ۱۴

5. Grolier Incorporated " The Encyclopedia of Americana Danbury, Conn, Grolier, 1991, 23/519-520)

۶۔ القرآن ۳۰:۴۱

۷۔ حامد الانصاری، اسلام کا نظام حکومت، دہلی، ندوۃ المصنفین، ۱۹۵۶ء، ص ۴۲۳

۸۔ صدیقی، مظہر الدین، اسلام کا نظریہ تاریخ، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۷۹ء، ص ۱۰۲

۹۔ پیر کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی، لاہور، ضیاء پبلی کیشنز، س ن، ۱۳۲/۱

10- Gettel, History of Political Thoughts, London, Gerogeall, 1964, P: 35,36.

۱۱۔ صدیقی، مظہر الدین، اسلام کا نظریہ تاریخ، ص ۱۰۲

۱۲۔ ندوی، ابوالحسن، سید، نبی رحمت، کراچی، مجلس نشریات اسلام، کراچی، ۱۹۷۶ء، ص ۳۵

۱۳۔ انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر، ۱۹۷۴ء، ص ۹۷

۱۴۔ رفیع اللہ شھاب، پروفیسر، اسلامی معاشرہ، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۸ء، ص ۲۷

۱۵۔ رفیع اللہ شھاب، پروفیسر، اسلامی معاشرہ، ص ۲۷

16. Encyclopaedia Britanica, The University of Chicago, USA, 1982, P:909/19

۱۷۔ حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۹۹۹ء، ص ۱۹۹

۱۸۔ ساجد الرحمٰن، صاحبزادہ، اسلامی معاشرہ کی تشکیل و تاسیس، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۹۹۷ء، ص ۵۲

۱۹۔ شبلی نعمانی، علامہ، سیرۃ النبی، الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور، ۱۹۸۴ء، ۱۸۶/۴

۲۰۔ جواد علی، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، بیروت، ۱۹۷۰ء، ۵۴۲/۴

۲۱۔ عہد نبوی میں نظام حکمرانی، کراچی، اردو اکیڈمی، سندھ، ۱۹۸۷ء، ص ۱۵۱

۲۲۔ ایضاً، ص ۱۲۴

۲۳۔ ابن سعد، ابوعبداللہ محمد، الطبقات الکبری، دار صادر، ۱۹۵۷ء، ۱۳۸/۱

۲۴۔ طہٰ حسین، ڈاکٹر، اسلام منزل بہ منزل، ترجمہ رئیس احمد جعفری، خلاصہ ص ۴۱-۴۴

۲۵۔ مبارکپوری، صفی الرحمٰن، الرحیق المختوم، لاہور، المکتبہ السّلفیہ، ص ۶۸، ۶۹

۲۶۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، سیرت سرور عالم، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، ۵۹۰/۱

۲۷۔ القرآن ۸۱:۸-۹

۲۸۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید تفہیم القرآن، جلد ششم تفسیر سورۃ التکویر آیت ۸-۹، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۱۹۷۵ء، ص ۲۶۴

29 Tanzil-ur-Rehman, Justice, Dr. Essay on Islam, Islamic Publications, Lahore, 1988, P:28

۳۰۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الأدب، باب عقوق الوالدین من الکبائر، دارالسلام، لاہور، ۲۰۰۰ء، حدیث: ۵۹۷۵، ص ۱۰۴۶

۳۱۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی دائود، کتاب الأدب باب فضل من عال یتامی، بیروت، المکتبہ المصریہ، حدیث: ۵۱۴۶، ص ۲۳۷

۳۲۔ ابن عبدالبر، جامع البیان العلم فضلہ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۲۰۰۰ء، ص ۱۵

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۳۳۔ بخاری، کتاب العلم باب عظة الامام النساء و تعلیمهن، حدیث: ۹۸
۳۴۔ القرآن ۴:۴
۳۵۔ الہیثمی، نورالدین علی بن ابوبکر، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، کتاب النکاح باب فیمن نوی ان لایؤدی صداق امرأته، دارالفکر، للطباعة والنشر لتوزیع، ۱۹۹۴ء
۳۶۔ القرآن ۴:۳۴
۳۷۔ القرآن ۲:۲۳۶
۳۸۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، ابواب الرضاع، باب ما جاء فی حق المرأة علی زوجها، حدیث: ۱۱۶۳، ص: ۲۸۲، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۹۹۹ء
۳۹۔ بخاری، کتاب النفقات باب حبس نفقة الرجل قوت سنة علی اهله، ۳/۸۶۹، حدیث: ۵۳۵۷
۴۰۔ ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد ابن یزید قزوینی، السنن، باب حجۃ رسول اللہ ﷺ ۲:۱۰۵۲، حدیث: ۳۰۷۴
۴۱۔ القرآن ۴:۱۹
۴۲۔ جامع الترمذی، کتاب المناقب باب فصل ازواج النبی، حدیث: ۳۸۹۵
۴۳۔ القرآن ۲:۱۸۷
۴۴۔ بخاری، الصحیح، باب من اقسم علی اخیہ لیفطر فی التطوع، ۲:۶۹۴، حدیث: ۱۹۶۸
۴۵۔ بخاری، الصحیح، باب الجمعۃ فی القری والمدن، حدیث: ۸۹۳
۴۶۔ جامع ترمذی، اباب البر والصلة باب ما جاء فی رحمة الصبیان، حدیث: ۱۹۱۹
۴۷۔ مسلم، مسلم بن الحجاج القشیری، کتاب البر، باب فضل الاحسان الی البنات، دارالفکر للطباعة والنشروالتوزیع، بیروت، حدیث: ۶۶۹۵
۴۸۔ القرآن ۲:۲۳۳
۴۹۔ القرآن ۶۶:۶
۵۰۔ خالد علوی، ڈاکٹر، انسان کامل، الفیصل ناشران، ۲۰۰۹ء، ص ۹۲
۵۱۔ القرآن ۴:۲
:۵۲ بخاری، الصحیح، ۵:۲۲۳۷، حدیث: ۵۶۵۹
۵۳۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب باب رحمة للناس و البهائم، ج:۲، حدیث: ۶۰۱۱
۵۴۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الایمان باب قول النبی الدین نصیحة، ۱/۱۳، حدیث: ۵۷
۵۵۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب ینهی عن السباب واللعن، ۲/۸۹۳، حدیث: ۶۰۴۴
۵۶۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلم من لسانه ویده، ۱/۵۸، حدیث: ۱
۵۷۔ مسلم، الصحیح، باب من حق المسلم للمسلم رد السلام، ۴:۱۷۰۵، حدیث: ۲۱۶۲
۵۸۔ القرآن ۴۹:۱۰
۵۹۔ القرآن ۵۹:۱۰
۶۰۔ مسلم، الصحیح، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن، ۴:۲۰۷۴، حدیث: ۲۶۹۹

61. (The Vienna Decleration 1993 UN, New york 1995 P:30)
62. Human Rights in the EU: The Charter of Fundmental Rights, House of Common Library Reserch Paper 50/32, 20 March 2000

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.